besturdubooks.wordpress.com

# مسلم پرسنل لاء

آج اگر سب مل کر اس پر جمع ہو جائیں کہ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک جو''اسلامی معاشرت،، ہے، ہم اسے قائم کر کے رہیں گے سارے مل کر اگر عمل کریں تو عمل کے اندر خود وہ طاقت ہے کہ دوسروں کے چھکے چھوٹ جائیں گے زبان سے بھی کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ ہمارا اور آپ کا کام یہ ہے کہ ایک تو عمل درآمد ہو اس کے اوپر۔ اور ایک اس کا اعلان ہو اور اس کی پوری اطلاع دیدی جائے کہ اس قانون میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہم اس کو ایک منٹ کے لئے گوارہ کر سکتے ہیں۔ ہماری جانیں جاسکتی ہیں، مگر اس قانون پر آنچ نہیں آسکتی۔

از: حضرت حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

''اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِيَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ،اَرْسَلَهُ اللّٰهُ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ، وَّدَاعِيًا اِلَيْهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾① .صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

حسن مقام...... بزرگان محترم! آپ کے اس عظیم الشان شہر میں جو اپنے حسن و خوبصورتی ،فضا کی وسعت، آب و ہوا کے اعتدال اور مناظر کی خوبی کے لحاظ سے ہندوستان کے شہروں میں ایک ممتاز ترین شہر ہے اس کی طرف قدرتی طور پر قلوب اور طبائع کی کشش ہوتی ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک دفعہ کہا تھا کہ اگر میں وزارت عظمی سے ریٹائرڈ ہوا تو بنگلور میں جا کر قیام کروں گا، اس سے بہتر ہندوستان میں دوسرا شہر نہیں ہے۔ بہر حال یہ اپنی خوبیوں اور خصوصیات کے لحاظ سے ایک ممتاز شہر ہے۔

مرکز جہاد و شہادت...... سلطان ٹیپو کا یہ وطن ہے، ان کے مجاہدانہ کارناموں کا یہ مرکز رہا ہے۔ ان کی شہادت اسی مقام پر ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک سلطان وقت کی شہادت تنہا ایک کی شہادت نہیں ہوتی، معلوم نہیں کتنے

① پارہ:۸، سورۃ الانعام،الآیۃ:۱۱۴.



www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

افراد کوانہوں نے جام شہادت پلایا ہوگا اور کتنے لوگ یہاں شہید ہوئے ہوں گے۔ان ہی شہداء کی اولاد آپ ہیں، یہ ممکن نہیں ہے کہ ان کے جذبات آپ کے اندر نہ ہوں۔

وہ ولولہ، وہ جوش جہاد، وہ شہادت کا ذوق آبائی ہے جو آپ کے اندر موجود ہے خواہ آپ کو احساس نہ ہو "الولد سر لابیہ" باپ کے جو جذبات ہوتے ہیں وہ قدرتی طور پر اولاد میں منتقل ہوتے ہیں۔تو اپنی معنویت کے لحاظ سے یہ زمین جوش اور جذبہ اور دینی ولولہ بھی رکھتی ہے۔

اکرام ضیف ......اسی کے ساتھ ساتھ جو چیز ہم لوگوں کے سامنے آئی وہ آپ کے اخلاق کی وسعت ہے۔ہم لوگ حاضر ہوئے۔یہ واقعہ ہے کہ مہمانوں کی مدارات میں، ضیافت میں، اکرام اور توقیر میں یہاں کے لوگوں نے جو جذبہ دکھلایا ہے، وہ ایک ممتاز قسم کا جذبہ ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: ﴿مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ.﴾ ① "جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس کو چاہئے کہ وہ مہمان کی عزت کرے"۔اس تعلیم نبوت کے ماتحت آپ نے مدارات میں انتہاء کی خوش سلیقگی کے ساتھ نظم کی خوبی کے ساتھ، مہمانوں کا قیام، ان کی آمد، ان کی توقیر، یہ ایک ممتاز صورت رہی ہے۔

یہاں اس سے بھی بڑھ کر عالی ظرفی کی بات یہ ہے کہ آنے والوں کا آپ شکریہ بھی ادا کر رہے ہیں اور محض ظاہر داری کے طور پر نہیں بلکہ دلوں کے جذبہ سے حضرت مولانا ابوالسعود صاحب جو صدر استقبالیہ ہیں، انہوں نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں آپ کی طرف سے، اپنی طرف سے بھرپور الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔تو حیرت یہ ہے کہ مالی قربانیاں آپ نے دیں، جانی محنت آپ نے کی، مہمانوں کو راحت پہنچانے میں انتہاء آپ نے کی۔اوپر سے شکریہ بھی ادا کر رہے ہیں یہ عالی ظرفی اور قدر شناسی کی انتہاء ہے کہ آدمی سب کچھ کرے اور پھر یہ کہے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔

ہمارے یہاں ایک مثل مشہور ہے کہ بادل وہ ہے جو برسے اور گرماوے یعنی برس کر گرماتا ہے کہ وہ پھر آمادہ ہے برسنے پر، اس کا جذبہ یہی ہے کہ میں مخلوق کو پانی دوں اور حیات بہم پہنچاؤں، دوسرا مصرعہ ہے کہ سخی وہ ہے جو دیوے اور شرماوے تو سب کچھ دے رہے ہیں اور شرما بھی رہے ہیں۔ندامت کا بھی اظہار کر رہے ہیں۔یہ کام تو ہمارا تھا کہ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے۔لیکن ہمارا فریضہ بھی آپ ہی نے ادا کر دیا اب ہم سوچتے ہیں کہ ہم کیا چیز ادا کریں اور ادا کریں بھی تو واقعہ یہ ہے کہ جتنے جامع طریق پر آپ نے مہمان داری فرمائی، جلسہ کو کامیاب بنایا ہمارے پاس الفاظ اتنے جامع نہیں ہیں کہ جو حاوی ہو جاویں آپ کے شکریہ کے اوپر۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا طریق شکر......لیکن شکریہ کا ایسا طریقہ کیا ہو کہ جب انعام اور نعمت تو ہو بے انتہاء اور شکریہ کے الفاظ ہوں محدود۔ایسے موقع کے لئے خود شریعت نے ہمیں بتلا دیا کہ لامحدود شکریہ کس طرح ادا کر دیں۔

ایک طریقہ تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بتلایا۔حق تعالیٰ نے جب ارشاد فرمایا: ﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ

① الصحيح للبخاری، كتاب الادب، باب من كان يومن بالله واليوم الآخر، ج: ١٨، ص: ٤٣٦.


www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com



شُكْرًا﴾ ① ''اے داؤد! میری نعمتوں کا شکرادا کرو''۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے کلام کو انبیاء علیہم السلام سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ حقائق الٰہیہ کی جو سمجھ اور فہم انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے۔ وہ کسی کو نہیں دی جاتی۔ بلکہ جتنی باتیں آتی ہیں وہ سب ان کی ہی جوتیوں کے صدقے سے آتی ہیں اور ان ہی کی برکات سے آتی ہیں۔ تو داؤد علیہم السلام کو حکم دیا گیا کہ میرا شکرادا کرو۔ انہوں نے عرض کیا، یا اللہ! کس طرح ادا کروں یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لیے کہ جب شکرادا کرنے بیٹھوں گا تو اس شکرادا کرنے کی توفیق بھی تو آپ ہی دیں گے۔ جب ہی تو شکرادا کرسکوں گا۔ اس کی طاقت بھی تو آپ ہی دیں گے۔ تو یہ توفیق دینا، طاقت دینا خود ایک مستقل نعمت ہوگئی پھر میں اس کا شکریہ ادا کروں اور اس کا جب شکرادا کروں گا تو اس کی توفیق بھی آپ ہی دیں گے تو پھر ایک نعمت پہلے نکل آئی، پھر میں اس کا شکریہ ادا کروں۔ تو ہر شکر سے پہلے ایک شکر نکلتا ہے۔ تو میں عاجز ہوں کہ شروع کس طرح سے کروں شکریہ کو اور ادا کس طرح سے کروں۔ ہر شکر سے پہلے ایک شکر اور ہر شکر سے پہلے ایک شکر۔ تو میں عاجز ہوں شکرادا کرنے سے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا:

اے داؤد! جب تم نے اپنے عجز کا اعتراف کرلیا اور تم شکرادا کرنے سے عاجز ہو تو یہی ہمارے شکر کی ادائیگی ہے، کون ہے جو شکر کا حق ادا کرسکے۔ ②

نعمتیں لامحدود اور شکر ہمارا محدود، طاقتیں ہماری محدود، ممکن نہیں کہ اللہ کا شکر کما حقہ ادا کرسکیں۔ اس لئے صورت یہی ہے کہ اپنے عجز کا اظہار کرے اور اپنے قصور کا اعتراف کرلے کہ بھائی ہم شکر کو ادا نہیں کرسکتے، تو یہی ادائیگی شکر ہے۔ یہ تو طریقہ داؤدی ہے جو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب شکر بہت سا لازم ہوجائے اور ادا کرنے سے عاجز ہوجائے تو اعتراف کو لو عجز کا کہ بھائی! عاجز ہیں۔ نہیں ادا کرسکتے شکر کو، یہی شکر کا قائم مقام ہوجائے گا۔

طریق شکر نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)...... ایک طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر نعمتیں لامحدود ہوں تو تم بھی لامحدود شکریہ ادا کرو۔ مگر بندہ ہے محدود، وہ لامحدود شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ تو الفاظ ایسے ارشاد فرمائے کہ وہ لفظ اس شکر کو لامحدود بنادیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد کی اور شکرادا کیا کہ:

''اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَآئِمًا مَّعَ دَوَامِکَ'' ''اے اللہ! تیرے لئے حمد ہے اور دائمی ہے جب تک کہ تو دائم ہے'' اور تیرے دوام کی کوئی حد نہیں تو میری حمد کی بھی کوئی حد نہیں۔ اور فرمایا کہ: ''وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا مَّعَ خُلُوْدِکَ'' ③ (الحدیث) ''اور تیرے لئے حمد ہے جب تک کہ تو رہنے والا ہے اور تو ہمیشہ رہنے والا ہے'' ''تو میری حمد بھی ہمیشہ رہے گی تیرے ساتھ۔ اور فرمایا کہ: ''وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا مُنْتَهٰى لَهٗ دُوْنَ مَشِيْئَتِکَ''۔ ''اور تیرے لئے حمد ہے ایسی حمد جو تیری مشیت کے ساتھ ساتھ چلے''۔ اور تیری مشیت کی کوئی

① پارہ: ۲۲، سورۃ سبا، الآیۃ: ۱۳۔ ② تفسیر روح المعانی، سورۃ سبا، الآیۃ: ۱۳، ج: ۱۶، ص: ۲۷۳۔

③ المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، من اسمہ محمد، ج: ۱۲، ص: ۲۷۴۔



www.besturdubooks.wordpress.com

انتہاء نہیں تو میری حمد کی بھی کوئی انتہاء نہیں۔ تو آدمی جب پوری حمد اور پورا شکر ادا نہ کر سکے، تو اعتراف عجز کے بعد یہ بھی کہہ دے کہ یہ حمد دوامی ہے، تو اللہ ان لفظوں کو ہی دوامی بنا دیتے ہیں اور وہ شکر بھی دوامی بن جاتا ہے۔

**اظہار تشکر**...... اس لئے کہ اگر ہم آپ لوگوں کا اس مہمانداری پر شکریہ ادا کریں اس لیاقت پر اور اس جلسہ کو کامیاب بنانے پر، تو ایک تو یہ عرض کریں گے کہ ہم عاجز ہیں آپ کا شکر ادا کرنے سے۔ یہ تو ہے سنتِ داؤدی علیہ السلام اور ایک یہ عرض کریں گے کہ جب تک آپ باقی ہیں، آپ کی نسلیں باقی ہیں ہمارا شکریہ آپ کے ساتھ ہے، تو یہ دوامی شکر ہو گیا۔ اپنی طرف سے عجز کا اظہار بھی ہے اور دوامی شکریہ بھی ہے۔ پھر ان شاء اللہ دوامی طور پر ساتھ بھی رہے گا۔

**پرسنل لاء کا مفہوم**...... بہر حال اس عظیم الشان شہر میں جس کے اندر ظاہری اور باطنی خصوصیات ہیں، جس کے باشندوں کے اندر اخلاقی بلندیاں ہیں، اس عظیم الشان پنڈال میں یہ عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے۔ جس کا موضوع ہے مسلم پرسنل لاء، یہ جلسہ ہے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء کا میں ابھی اپنے بزرگوں سے پوچھ رہا تھا کہ پرسنل کے حقیقی معنی کیا ہے؟ اس لئے کہ لفظ انگریزی کا ہے، ہم تو پوری طرح انگریزی جانتے نہیں۔

تو میں نے تحقیق کی کہ پرسنل کے معنی کیا ہیں۔ ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ مخصوص قانون جو کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہو، اسے پرسنل لاء کہتے ہیں۔ مگر کہا یہ گیا کہ پرسنل کے معنی ذاتی کے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کا ذاتی قانون، مسلمانوں کا شخصی قانون۔ ان کے احوال شخصیہ کے بارے میں مذہبی ہدایات پر مبنی قانون اس میں ذاتی قانون آجاتا ہے، ذاتی افعال واحوال کے متعلق بھی باتیں آجاتی ہیں۔ خاندانی اور عائلی واقعات بھی آجاتے ہیں۔ نکاح ہو، طلاق ہو، ہبہ ہو، میراث ہو، یہ سب چیزیں اس میں آجاتی ہیں تو مسلم پرسنل لاء کے معنی یہ نکلے کہ مسلمانوں کے شخصی قوانین، ذاتی قوانین، خاندانی اور عائلی قوانین یہ ہیں جن کا تحفظ آپ کو مقصود ہے۔ یہ مسلمانوں کا قانون کہا جاتا ہے۔

**دنیائے انسانیت کا قانون**...... لیکن میں عرض کروں گا کہ مسلمانوں کا بحیثیت قوم کے کوئی قانون ہی نہیں۔ قانون درحقیقت اسلام کا ہے، مسلم قوم کا کوئی قانون ہی نہیں، جو مان لے۔ اس کا نام مسلم ہے۔ جو نہ مانے اس کا نام غیر مسلم ہے۔ لیکن قانون خود مسلمانوں کا شخصی نہیں۔ نہ انہوں نے کوئی قانون وضع کیا ہے نہ ان کے ساتھ مخصوص ہے۔ قانون اسلام کا ہے اور اسلام کا قانون پوری دنیائے انسانیت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ کسی مخصوص قوم کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ یہ آپ کا قانون نہیں بلکہ دنیا کے سارے انسانوں کا قانون ہے۔ ان لفظوں سے کہ ''مسلمانوں کا قانون'' ایک تعصب اور ایک حد بندی ٹپکتی ہے۔ تو غیر مسلم کہے گا کہ مجھے اس سے کیا تعلق یہ تو مسلمان کا قانون ہے۔ اس سے تعصب چلے گا، وہ غور کرنے کی طرف بھی توجہ نہیں کرے گا۔ چوں کہ مسلمانوں کا قانون ہے میرا قانون نہیں۔ مجھے اس پر غور وفکر کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن جب ہم یہ کہیں گے کہ مسلم قوم کا بحیثیت قوم کے کوئی قانون نہیں، وہ تو خدا کا قانون ہے جیسے ہمارے لئے آیا ہے تمہارے لئے بھی آیا ہے۔

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلَى


www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

النَّاسِ کَآفَّةً" ① ہر پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔ کسی پیغمبر کا دائرۂ عمل خاندان ہوتا تھا جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء کہ وہ بنی اسرائیل کے خاندان کے لئے آتے تھے۔ غیر اسرائیلی سے انہیں تعلق نہیں تھا۔

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں: ''میں تو اسرائیلی بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے آیا ہوں، باقی دنیا سے مجھے کوئی تعلق نہیں نہ اور قوموں سے میری غرض ہے میں تو اسرائیلیوں کی اصلاح کے لئے آیا ہوں''۔ تو بعض انبیاء تو خاندان کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے اور بعض انبیاء وطنوں کی اصلاح کے لئے جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام، کہ چار شہروں کی اصلاح ان کے سپرد فرمائی تھی۔ تو'' کَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَآصَّةً''

ہر پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''وبعثت الی الناس کافۃ'' ''میں دنیا کی تمام اقوام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ سارے انسانوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں''۔ اسی واسطے قرآن مجید میں جگہ جگہ جہاں عبادت عامہ کی ہدایت فرمائی یا ایمان لانے کی ہدایت فرمائی، تو اس جگہ انسانوں کا لفظ استعمال فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ﴾ ② ''اے دنیا کے انسانو! اپنے رب کی عبادت کرو''۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ ③ ''اے دنیا کے انسانو! جو آج موجود ہیں یا آئندہ جو تمہاری نسلیں آئیں گی ان سب کے لئے میں پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ تو آپ علیہ السلام کسی خاص نسل خاص قوم کی طرف مبعوث نہیں ہوئے، کسی خاص وطن کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ دنیا کے سارے انسانوں کے لئے آئے ہیں۔

**مبنائے تعصب**...... اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا کی قوموں میں جو تعصبات ہیں اس کا مبنی یہی ہے کہ ان کا دین و مذہب ہی اس قوم کے لئے مخصوص ہو کر آیا ہے۔ تو وہی خاندان اپنے دین کو لئے بیٹھا رہا ہے۔ دوسرے خاندان والوں نے کہا کہ ہمیں اس سے کیا تعلق، ان کے وطن کا ایک قانون ہے۔ یہ اس پر عمل کریں، لیکن جب یہ اعلان کیا گیا کہ میں کسی خاص وطن یا خاص قوم کی طرف نہیں آیا، میں تو دنیا کے سارے انسانوں کے لئے آیا ہوں، تو اب دنیا کی قوموں کو دعوت مل گئی فکر کی کہ جب ہمارے لئے بھی یہی قانون ہے تو ہم بھی اس میں فکر کریں اور اطاعت کریں۔ اب کوئی مانے یا نہ مانے یہ اس کی محرومی ہوگی۔ پیغام اللہ کی طرف سے عام ہے دنیا کی تمام اقوام کو خواہ کوئی کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔

**قانون فطرت**...... بہر حال میں عرض کر رہا ہوں کہ مسلم پرسنل لاء کا اگر یہ مطلب ہے کہ شخصی قوانین، تو مسلمان کا من حیث القوم نہ کوئی شخصی قانون ہے اور نہ کوئی ذاتی قانون ہے۔ وہ خدا کا قانون ہے۔ ہم اس قانون کو دنیا کی قوموں کے سامنے پیش کریں گے۔ مسلم پرسنل لاء کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ ہم اپنے قانون کو بچا لے جائیں، نہیں

① السنن للنسائی، کتاب الغسل والتیمم، باب التیمم بالصعید، ج: ۲، ص: ۲۰۴. حدیث صحیح ہے دیکھئے: صحیح وضعیف سنن النسائی ج: ۲ ص: ۶۷ رقم: ۵۷۶. ② پارہ: ۱، سورۃ البقرہ، الآیۃ: ۲۱.
③ پارہ: ۹، سورۃ الاعراف، الآیۃ: ۱۵۸.


www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

ہم اس کے تحفظ کے ساتھ ساتھ دنیا کی قوموں کو بھی دعوت دیں گے کہ تم بھی اس پر عمل کرو خواہ وہ شخصی چیز ہو، خواہ خاندانی چیز ہو، اس لئے کہ وہ قوانین فطرت کے مطابق ہیں۔ وہ انسان کے طبعی جذبات کے مطابق ہیں زبردستی کے قانون نہیں کہ عقل نہ مانتی ہو اور دل نہ مانتا ہو اور زبردستی اس کے اوپر ڈالا جائے، یہ بات نہیں بلکہ آدمی جب غور کرے گا، فطرت کے مطابق پائے گا۔ اس لئے ایک انسان کی زندگی اسی میں ہے۔ اس ماننے والے انسان کا نام ہے مسلمان اور مسلمان کی زندگی مہد سے لے کر لحد تک پیدائش سے لے کر موت تک اور اس کے درمیان میں جتنے اس کے افعال اور احوال ہیں، سب پر اسلام کا قانون لاگو ہے اور جتنی ہدایت ہیں وہ سب خدا کی طرف سے ہیں۔ وہ کوئی موضوع قانون نہیں کہ ہم نے بنالیا ہو۔

**ذات انسان پر نفاذ قانون**...... افعال کو چھوڑ کر انسان کی ذات پر اس وقت سے اسلامی قانون لاگو ہو جاتا ہے کہ اسے عقل بھی نہیں شعور بھی نہیں، تمیز بھی نہیں۔ آج پیدا ہونے والا بچہ جو بالکل ہی مضغہ گوشت (گوشت کا لوتھڑا) ہے نہ اسے عقل ہے نہ تمیز، مگر اسلام کا قانون اس پر لاگو ہوا کہ پیدا ہوتے ہی نہلا دھلا کر اس کے دائیں کان میں اذان دو اور بائیں کان میں تکبیر کہو۔ سب سے پہلے اللہ کا نام اس کے کان میں پہنچاؤ اور کہو کہ اللہ اکبر، اللہ ہی بڑا ہے اور کسی میں بڑائی نہیں ہے اس کے دل میں بٹھا دیا جاتا ہے کہ عظمت خداوندی یہ تیرا جوہر ہے۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ." "محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں"۔ جب آدمی ان بنیادی عقیدوں پر آ گیا اور یہ بات ایک بچے کے دل میں بیٹھ گئی۔ اب آگے عمل ہے، فرمایا کہ "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" سب سے بڑا عمل یہ ہے کہ عبادت خداوندی ادا کرو۔ جب یہ بھی اس کے دل میں جما دیا آپ نے، آگے عام زندگی کے بارے میں ہے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" عام فلاح و بہبود کی طرف آؤ۔

**ذات انسان پر نفاذ قانون کی حکمت**...... اب رہا یہ کہ وہ بچہ سمجھتا ہے یا نہیں۔ آپ کو فائدہ کیا ہے کہ دائیں کان میں اذان کہیں اور بائیں کان میں تکبیر کہیں، یہ تو ایسا ہے جیسے آپ نے کسی دیوار کے سامنے وعظ کہہ دیا، وہ دیوار کیا سمجھے گی۔ لیکن یہ چیز غلط ہے، بے شک اس بچہ کو عقل نہیں شعور نہیں، لیکن اس بچہ کا قلب ایک سفید تختی کی مانند ہے، جو اس پر چھاپو گے وہی چھپ جائے گا اور جب ہوش سنبھالے گا تو وہی کلمات کہتا ہوا ابھرے گا۔ جو آپ نے اس کے دل پر چھاپ دیئے ہیں۔ تو اگرچہ عقل و شعور نہیں مگر استعداد قبولیت کی ہے، جو کلمہ اس کے کان میں ڈالیں گے وہ چھپ جائے گا اس کے دل کی سفید تختی پر، جیسے یہ ریکارڈنگ مشین ہے، ہم جو تقریر کر رہے ہیں وہ اس میں چھپتی جا رہی ہے۔ اسے نہ عقل ہے نہ شعور ہے۔ ایک جامد محض چیز ہے لیکن ساری تقریر اس میں جم جائے گی۔ جب آپ اس کی کل اینٹھیں گے وہ ساری اگل دے گی جو اس کے اندر بھری ہوئی ہے۔

تو کیا ایک انسان کے بچے کا دل اس مشین سے بھی گیا گزرا ہے۔ انسان نے اپنی عقل سے اس کی تخلیق کی


www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

ہے تو وہ عقل خود کتنی بڑی ہوگی اور اس بچے میں عقل تو ہے مگر نشو ونما پائی ہوئی نہیں ہے۔ لیکن جو ہر موجود ہے جو آپ اس کے کان میں ڈال دیں گے وہ اس کے دل میں چھپ جائے گا۔

دور تربیت...... اس سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ بچے کی تربیت کا زمانہ یہ نہیں ہے جو ہم سمجھتے ہیں کہ پانچ برس کا ہو تو مکتب میں بٹھادو، اب تربیت شروع ہوتی ہے۔ نہیں، فرماتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی تربیت شروع ہو جاتی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ وہ مخاطب نہیں بن سکتا ہے۔ مگر ماں باپ کا کام ہے کہ ڈالیں اس کے اندر ایسی چیزیں کہ جو حقی اور سچی ہوں۔

تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ دودھ پیتے بچے کے سامنے کوئی برا کلمہ نہ کہیں، جو کلمہ کہیں گے وہی اس کے قلب میں چھپ جائے گا، وہی نشو ونما پا کر ابھرے گا اور وہی کہے گا۔ اس لئے جو بات بھی اس کے سامنے کریں وہ حقی اور سچی کریں، عمدہ کریں تا کہ اس کے دل میں وہی بات چھپ جائے، اسی طرح سے اس کی آنکھیں ایک آئینے کی مانند ہیں اس کے دل میں گو شعور واحساس نہیں لیکن آنکھیں تو کھلی ہوئی ہیں۔ تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ماں باپ بچے کے آگے کوئی بے حیائی کی حرکت نہ کریں۔ اگر بے حیائی کے کام کرتے ہیں تو وہی اس کی آنکھ کے راستے سے جا کر اس کے دل میں چھپ جائیں گے اور جب وہ ہوش پائے گا تو وہ بے حیائی اور بے غیرتی کی باتیں کرتا ہوا ابھرے گا۔ تو کان میں اچھی بات ڈالو اور آنکھ کے سامنے اچھے نقش پیش کرو۔ خیالات اس کے دل میں اچھے جماؤ تا کہ ہوش سنبھالنے کے بعد وہ اچھا بنے۔ اقوال بھی اس کے اچھے ہوں، افعال بھی اس کے اچھے ہوں۔ تو تربیت کا زمانہ یہ نہیں کہ پانچ چھ برس کے بعد آتا ہے بلکہ پیدا ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

نہایت مختصر زندگی کا نہایت جامع قانون...... فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں مخاطب ہیں ماں باپ کیوں کہ اس بچے کے اندر مخاطب بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ اسلامی قانون ایک انسان کے صرف افعال پر لاگو نہیں ہوتا، بلکہ ذات پر بھی لاگو ہے، اس لئے کہ یہ بچہ افعال ادا کرنے کے تو قابل نہیں مگر ذات تو اس کی موجود ہے۔

اسلام کا قانون اس کی ذات پر آ گیا تو وہ قانون زندگی سے شروع ہو جاتا ہے۔ آپ نے اذان کہہ دی، تکبیر کہہ دی، اب نماز باقی رہ گئی۔ علماء لکھتے ہیں کہ نماز جنازہ وہ نماز ہے اس نے اذان اور تکبیر کی۔ آج تو آپ نے تکبیر اور اذان کہی اور جاتے ہوئے اسے آپ نے نماز پڑھ کر رخصت کیا۔ تو ایک مسلمان کی زندگی اذان اور نماز کے درمیان میں ہے۔ گویا ابتداء میں بھی اسے اللہ کے نام نے گھیر رکھا ہے اور انتہاء بھی خدا کی عبادت پر جا کر ہوئی تو ابتداء کرو اس کی اذان اور تکبیر سے اور انتہاء کرو اس کی نماز کے اوپر، تو ساری زندگی اس کی دو چیزوں کے درمیان آجائے گی، عظمت خداوندی، توحید خداوندی توحید الٰہی، اقرار رسالت اور نماز کا جذبہ اور ختم ہوگا وہ نماز کے اوپر تو ظاہر بات ہے کہ جنازہ کی نماز تو آپ ہی پڑھیں گے میت کو خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے وہ تو بیچارہ کفن پہنے لیٹا ہوا ہے مگر ذات تو اس کی موجود ہے۔ نفس تو موجود ہے۔ تو اسلام کا قانون اس کی ذات پر لاگو ہوا۔ افعال تو بعد کی چیزیں


www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ تو جو قانون ذات پر لاگو ہو وہ افعال پر کیوں لاگو نہ ہوگا۔ وہ اقوال کی اصلاح کیوں نہ کرے گا۔ وہ اعمال کی اصلاح کیوں نہ کرے گا تو انسان کی ذات اور افعال سب گھرے ہوئے ہیں اسلامی قانون کے تحت۔

تعلیم فطرت...... ظاہر بات ہے کہ یہ قانون اگر غیر مسلم بلکہ سارے انسان تسلیم کریں تو کیا یہ کوئی برائی کی چیز ہے کہ ابتداء ہی میں خالق کی عظمت دل میں بیٹھ جائے۔ یہ تو ہر قوم کے غور کرنے کی چیز ہے کہ کتنی پاکیزہ تعلیم ہے کہ پیدا ہوتے ہی توحید الٰہی اور رسالت کی شہادت اس کے دل میں ڈال دو۔ ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' کہہ کر اسے عبادت خداوندی پر آمادہ کرو۔ معاذ اللہ یہ کوئی بری چیز ہے؟

غور کیا جائے تو یہ فطرت کے مطابق تعلیم ہے اور یہ تعلیم قوم مسلم کے ساتھ مخصوص نہیں یہ ساری دنیا کے انسانوں کے لئے ہے۔ کوئی غور نہ کرے یہ اس کی محرومی کی بات ہے لیکن اسلام نے تو غور کا دروازہ کھول دیا ہے۔

مگر جب آپ یوں کہیں گے کہ یہ ہمارا قانون ہے اور وہ ہمارا قانون ہے، میری قوم کا قانون الگ ہے اور جب آپ یہ کہیں گے کہ نہ ہمارا قانون نہ تمہارا قانون۔ یہ تو خدا کا قانون ہے جس کے مکلف ہم سب قرار دیئے گئے ہیں، اب موقع آئے گا ان کے غور وفکر کا کہ جب ہمیں بھی پیغام دیا گیا ہے تو بھی اس پر غور کریں۔

اسلامی پرسنل لاء...... اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ماننے کے لحاظ سے یہ مسلم پرسنل لاء ہے اور حقیقت کے لحاظ سے یہ اسلامی پرسنل لاء ہے، یہ خدا کا قانون ہے جو سب کے لئے عام ہے۔ بچپن سے لے کر موت تک اور موت سے لے کر قبر تک اور قبر سے لے کر میدان حشر تک، اور میدان حشر سے لے کر جنت تک اور جنتوں میں داخل ہونے کے بعد ابدالآباد تک یہی قانون چلتا رہے گا اور اسی میں ترقی ہوتی رہے گی۔ حشر میں اور ہوگی، جنتوں میں جا کے کچھ اور ہوگی۔ مگر بنیادی طور پر یہی قانون رہے گا اور انسان کی ترقی اسی سے ہوتی رہے گی۔

پرسنل لاء کا تحفظ...... بہرحال مسلم پرسنل لاء کا اصل مقصد یہ ہے کہ عائلی قوانین جو ان کی ذات پر لاگو ہیں ان کا تحفظ ہو، حقیقت یہ ہے کہ ہماری کسی سے بھی لڑائی نہیں ہے اور نہ ہم کسی قوم سے لڑتے ہیں۔ ہم چاہتے یہ ہیں کہ اس قانون کو تم بھی اختیار کرو اور اگر نہیں اختیار کرتے تو کم سے کم ہم کو تو عمل کرنے دو، تم اس میں کیوں رکاوٹیں ڈالتے ہو؟

ان رکاوٹوں کا دور کرنا یہ ہمارا سب سے بڑا مقصد ہے کہ ہمیں عمل کرنے دو، اگر تم محروم رہنا چاہتے ہو اور نہیں عمل کرتے تو عمل کرنے والوں پر پابندیاں کیوں عائد کرتے ہو؟ کیوں اس میں رکاوٹ ڈالتے ہو تو مقصد اصلی ان قوانین کا تحفظ ہے۔

اب اگر اس تحفظ کے سلسلے میں آپ لفظوں سے دباؤ ڈال سکیں تو لفظوں سے دباؤ ڈالیں، کوئی اور تجویز ہو اثرات ڈالنے کی آپ اسے اختیار کریں، مگر مقصود اصلی حفاظت ہے اس قانون خداوندی کی تو اس کو ہم محسوس کریں اور اس کا احساس ہمیں ہونا چاہئے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حفاظت کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ قانون کوئی بت یا تصویر ہے، وہ رکھا ہوا اور آپ شور


www.besturdubooks.wordpress.com

مچائیں کہ صاحب! وہ ہے قانون پرسنل لاء کا، اس کی حفاظت آپ کریں۔

طریق تحفظ...... قانون کی حفاظت یہ ہے کہ آپ اس کو استعمال کرنا شروع کر دیں، پس وہ محفوظ ہو جائے گا اور تم بھی محفوظ ہو جاؤ گے۔ لیکن شور مچاؤ کہ وہ رکھا ہوا ہے قانون، تو قانون کوئی بت ہے جس کی حفاظت کر رہے ہیں یا کوئی وہ تصویر ہے؟ سب سے بڑی حفاظت یہ ہے کہ آپ اسے اپنے اندر رچالیں، اس پر عمل درآمد شروع کر دیں تو قانون مجسم بن جائیں گے۔

ذرائع حفاظت کی سعادت...... پرسنل لاء کوئی مٹنے والی چیز نہیں ہے، کوئی کتنا ہی مٹائے وہ خود مٹ سکتا ہے اس لئے کہ پرسنل لاء کے قانون کی جڑیں قرآن اور حدیث ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ خود اسلام ہے اور اسلام دوامی زندگی لے کر آیا ہے مٹنے کے لئے نہیں آیا، اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود حق تعالیٰ نے لی ہے۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ.﴾ ① ''ہم نے یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں''۔ تو حفاظت ہوگی اللہ کی، اس میں کوئی خلل نہیں ڈال سکتا ہے۔ ہمارے لئے سعادت یہ ہے کہ ہم ذریعہ اور سبب بن جائیں اس کی حفاظت کا۔ حافظ حقیقی تو حق تعالیٰ ہیں لیکن اگر ہم وسیلہ بن گئے تو ہمیں سعادت حاصل ہو جائے گی ورنہ اگر ہم عمل نہ کریں اور نہ حفاظت کریں پھر بھی مٹنے والا نہیں ہے۔

﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ.﴾ ② ''تم اگر سب مل کر اس دین کی حفاظت سے پھر گئے تو تمہیں نکال دیا جائے گا اس دین سے اور دوسری قومیں لا کھڑی کر دی جائیں گی''۔

وہ اس دین کی حفاظت کریں گی، اس لئے سعادت تو ہماری ہے اگر ہم سبب اور ذریعہ بنیں اس کی حفاظت کا۔ ہم خود حافظ نہیں کہ اس کی حفاظت کریں۔ حفاظت کرنے والا حفاظت کر رہا ہے۔

اس قانون کے خلاف کتنے کتنے مصائب، کتنے بڑے بڑے دشمن کھڑے ہوئے، لیکن آج ان دشمنوں کا نام ونشان نہیں اور قانون خداوندی پھر اسی شان سے موجود ہے، قرآن بھی محفوظ، حدیث بھی محفوظ، فقہ بھی محفوظ ساری چیزیں اپنی جگہ ہیں، انکار کرنے والے گزر گئے، آج کوئی نقش پا بھی ان کا پتہ بتلانے والا نہیں یہ قانون تو اپنی جگہ رہے گا حفاظت خداوندی سے، ہم اگر ذریعہ بن جاویں اس کی حفاظت کا ہمیں سعادت حاصل ہو جاوے گی۔ انگلی کٹا کر شہیدوں میں داخل ہو جاویں گے ورنہ یہ تو محفوظ رہنے والی چیز ہے۔

ہم جو شور مچا رہے ہیں وہ درحقیقت اپنی حفاظت کے لئے، پرسنل لاء کی حفاظت کے لیے نہیں، وہ تو محفوظ ہے ہم جتنا اسکا دامن پکڑلیں گے اتنا ہی محفوظ ہو جائیں گے کیوں کہ محفوظ کا دامن پکڑ کر آدمی خود محفوظ ہو جاتا ہے آپ سے پرسنل لاء کی حفاظت نہ ہوگی، بلکہ پرسنل لاء سے آپ کی حفاظت ہوگی تو ہم اپنی حفاظت کے لیے اسے دانتوں سے مضبوط پکڑیں اور ہم نہیں چاہتے کہ اس میں کوئی خلل انداز ہو۔ ابھی تو ہم مدمقابل سے لڑنے کو تیار

① پارہ: ۱۴، سورۃ الحجر، الآیۃ: ۹۔ ② پارہ: سورۃ محمد، الآیۃ: ۳۸۔



www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اس کے اندر کوئی خلل ڈالے۔ حکم خداوندی یہی ہے۔

تو واضح ہو گیا کہ پرسنل لاء کا قانون اسلامی قانون ہے کسی مخصوص قوم کا قانون نہیں، ماننے والے کا نام مسلم ہے تو وہ مسلم قانون کہلائے گا نہ ماننے والے کا نام غیر مسلم ہے۔ تو غیر مسلم کا قانون نہیں رہا اور نہ وہ حقیقت میں انسانی قانون ہے، انسان کی برتری اور اس کی حفاظت اور ان کی خوبی اور دنیا و آخرت کے بھلائی کے لئے یہ قانون بھیجا گیا۔

**دین اور رسمی قوانین کا فرق**...... اس قانون کا حاصل فقط یہی نہیں کہ آپ چند رسمیں ادا کرلیں۔ بلکہ قانون کی حفاظت اور تحفظ کا حاصل یہ ہے کہ اس پر عملدر آمد کر کے آپ ظاہر افعال بھی ادا کریں، مگر ہر فعل میں قربت اور تعلق پیش نظر رہے، یہی فرق ہے دین میں اور رسمی قانون میں۔

رسمی قوانین جو سلطنتیں طے کرتی ہیں وہ صرف افعال پر لاگو ہوتے ہیں۔ لیکن خدائی قانون دلوں کے اوپر لاگو ہوتا ہے۔ اگر کسی کو چوری کرتے ہوئے پکڑ لیا تو قانوناً اس کو سزا دیں گے۔ لیکن اس کے دل میں سے کوئی چوری کا جذبہ نکال دے۔ یہ کوئی دنیاوی قانون نہیں کرسکتا، جیل خانے میں جا کر بھی چور کا جذبہ یہی رہے گا کہ اب اگر چھ مہینے کے بعد چھوٹ جاؤں گا تو پھر اس سے بڑی چوری کروں گا۔ پھر چھ ماہ جیل میں رہوں گا۔ مگر اس کے بعد میں ایک اور زبردست ڈاکہ ڈالوں گا۔

تو بھائیو! دنیا کا قانون تو جذبات پر بھی لاگو نہیں ہوتا۔ ذات پر تو کیا ہو وہ تو اور بھی اوپر کی چیز ہے۔ صرف افعال پر لاگو ہوتا ہے۔ منظر عام پر وہ قانون چلتا ہے۔ لیکن دینی قانون اور انبیاء کا قانون وہ ہے کہ وہ فقط چوری ہی سے نہیں روکتا بلکہ چوری کی نفرت بھی دل کے اندر بٹھا دیتا ہے۔ وہ ڈاکہ زنی ہی سے نہیں روکتا بلکہ ڈاکہ کی غلاظت اس کی سامنے ایسی آتی ہے جیسے پاخانہ کی غلاظت۔ تو جرائم کی نفرت بٹھا دینا، جرائم سے بیزار بنا دینا یہ قانون خداوندی کا کام ہے۔

**مسلم پرسنل لاء کا منشاء**...... مسلمانوں کا شخصی قانون ہو یا عائلی قانون ہو اس کا منشاء فی الحقیقت یہی ہے کہ ظاہر میں یہ عمل کرو اور باطن میں خدا کی طرف رجوع کرو۔ اس لئے کہ قانون دونوں چیزوں پر لاگو ہوتا ہے۔ تمہارے دلوں پر بھی، تمہاری زبانوں پر بھی، تمہارے ہاتھوں اور چہروں پر بھی۔ نہ فقط دل کی اصلاح، نہ فقط ہاتھ پیر کی اصلاح، نہ فقط زبان کی اصلاح بلکہ انسان کے مجموعے کی اصلاح پیش نظر ہے کہ اس کا ہاتھ پیر بھی درست ہو، اس کا قلب بھی درست ہو۔ ظاہر و باطن سے وہ اس پر عمل درآمد کرے، تو یہ شور مچانا محض اس لئے نہیں کہ چند رسمیں ہیں جنہیں ہم پورا کرنا چاہتے ہیں یا چند رسمی باتیں ہیں جن کی حفاظت کرنا ہمارا مقصود ہے نہیں۔ بلکہ یہ اللہ کا دین ہے، جس کے پیش نظر انسان کی فلاح و بہبود ہے ہم اس کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں اور دنیا کی قوموں کو بتلانا چاہتے ہیں کہ تم بھی اس قانون کو اپناؤ۔ ہم اس کی حفاظت کر کے اپنی حفاظت کرنا چاہتے ہیں اور دنیا کی قوموں کو بتلانا چاہتے ہیں کہ تم بھی اس قانون کو اپناؤ۔ موازنہ اور مقابلہ کر کے دیکھ لو، ذاتی زندگی ہو یا افعال کی زندگی ہو یہ زندگی



www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

بہتر ہے یا وہ بہتر ہے جو تم تجویز کر رہے ہو۔ یہ بھی ہمارے مقاصد میں داخل ہے۔

مسلم پرسنل لاء کے لئے سربراہان مذاہب کا اتحاد...... تو پرسنل لاء کے خلاف ایک شور اٹھا، اس سے لوگ پریشان ہوئے اور آل انڈیا مسلم بورڈ قائم کر دیا۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ شور مضر نہیں ثابت ہوا گو وہ فی نفسہ کوئی اچھی چیز نہیں سمجھا جاتا۔ جنہوں نے پرسنل لاء کی مخالفت کی واقعی انہوں نے سخت غلطی کی۔ گویا ایک شر اٹھا۔ مگر اس شر میں سے ہمارے لئے خیر نکل آئی۔

پہلی خیر تو یہ نکلی کہ سارے مسلمان متحد ہو گئے کہ ہمیں اس کی حفاظت کرنی ہے۔ آج آپ کے سامنے یہ سربراہان مذاہب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہر فرقے اور ہر طبقے کے علماء موجود ہیں، ہر تنظیم کے سربراہ موجود ہیں۔ سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے ہیں، اس شر میں سے ہی تو یہ خیر نکلی ہے۔ اگر پرسنل لاء کے مخالف نہ کھڑے ہوتے تو ان کے دل میں یہ جذبہ کہاں سے پیدا ہوتا کہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں تو اتحاد جیسی نعمت اس شر نے ہمیں بخشی، تو یہ شر ہمارے لئے مضر ثابت نہیں ہوا۔ ہم تو انہیں محسن سمجھتے ہیں جو ایک درجے میں پرسنل لاء کی مخالفت کر رہے ہیں کہ ان کی مخالفت سے ہم میں جذبۂ اتحاد پیدا ہو گیا ؎

خدا شرے بر انگیزد کہ خیرے دراں باشد

بعض دفعہ شر اٹھتا ہے مگر اس شر میں سے خیر نکل آتی ہے۔ ہمارے لئے بھی اس میں سے خیر نکل آئی کہ ہم کو نعمت اتحاد ملی۔

یہ بات نہیں کہ رسمی طور پر ہم اتحاد کو اچھی بات سمجھ رہے ہیں بلکہ یہ ایک نعمت خداوندی ہے۔ حق تعالیٰ نے بھی اسے نعمت فرمایا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگ لڑتے تھے، آپس میں عداوتیں بڑھی ہوئی تھیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، لڑائیاں ٹھنی ہوئی تھیں، ذرا ذرا سی بات پر جنگیں اٹھتی تھیں۔ پانی پلانے پر جھگڑا، پہلے پانی کون پلائے، اس پر قبیلے لڑ پڑتے تھے اور یہ لڑائی پچاس پچاس، سو سو برس جاری رہتی تھی، اور مرنے والے وصیت کر جاتے تھے کہ لڑائی بند نہ ہونے پائے، اسے جاری رکھنا ہمارے خاندان کی ناک نہ کٹ جائے۔ باتیں چھوٹی چھوٹی ہوتی تھیں مگر لڑائیاں بہت بڑی بڑی۔ عناد و دشمنی عام، آپس میں رقابتیں مزاج بن گیا تھا، اسلام نے آ کر انہیں متحد کر دیا۔ تو اس اتحاد کو حق تعالیٰ نے ایک آیت میں نعمت فرمایا ہے کہ:

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً﴾ ''اس وقت کو یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے، ایک دوسرے کے نام سے بیزار تھے''۔ ﴿فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ﴾ اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ ﴿فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾ ① سو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔ یہ اس کی دی ہوئی نعمت تھی کہ تم خود آپس میں جمع نہیں ہو سکتے تھے۔

① پارہ: ۴، سورۃ اٰل عمران، الآیۃ: ۱۰۳۔



www.besturdubooks.wordpress.com

**نعمت تالیف قلوب**......تو اس اتحاد اور تالیف قلوب کو حق تعالیٰ نے انعام خداوندی فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ دلوں کا ملا دینا یہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے ساری تنظیمیں آپ اکٹھی کریں مگر دلوں کا ملا دینا یہ اللہ ہی کا کام ہے۔

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کہ آپ کی تائید سے بڑھ کر اور کس کی تائید قوی ہو سکتی ہے۔ لیکن حق تعالیٰ نے فرمادیا کہ:﴿لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ.﴾ ① ''اے پیغمبر! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اگر زمین بھر کر بھی سونا خرچ کر دیتے تو دلوں کو نہیں جوڑ سکتے تھے۔ دلوں کا جوڑنا اللہ کا کام ہے''۔

یہ جو ہمارے بزرگ جو بیٹھے ہوئے مختلف مسالک، مختلف فرقوں کے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض کندھے سے کندھا ملائے ہوئے نہیں بیٹھے بلکہ دل بھی ان کے جڑے ہوئے ہیں۔ دلی جذبہ بھی یہی ہے کہ واقعی ہم حفاظت کریں اپنے دین کی، تو تالیف قلوب یہ تو اللہ ہی کا کام تھا اور واقع جب ہوا، جب شر اٹھا اور پرسنل لاء کے مخالف کھڑے ہوئے، تو ہم کو اللہ نے اس شر سے ایک بڑی نعمت عطا کر دی اور اسلام کا شیوہ ہمیشہ رہا ہے کہ جب بھی وہ ابھرا ہے مخالفتوں میں ابھرا ہے۔ اگر مخالفین نہ ہوں اور ان سے ٹکراؤ نہ ہو تو اس کی برکتیں نہیں کھل سکتیں، اس کے اندر جو خیر کے پہلو ہیں وہ نمایاں نہیں ہو سکتے تھے۔

**مسلم پرسنل لاء کی مخالفت کے فوائد**......غور کیا جائے تو معلوم ہوا کہ ترقی نام ہی ٹکراؤ کا ہے۔ اگر دنیا میں ٹکراؤ نہ ہو تو ترقی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً پانی، ہے، ہزاروں برس سے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اس میں کوئی ترقی نہیں کہ پہلے سمندر کی موجیں اٹھتی تھیں پہاڑوں کی شکل میں اور اب گلدستوں کی صورت میں آنے لگی ہوں، پھول بوٹے بن گئے ہوں۔ ویسی ہیں موجیں ہیں جیسی دس ہزار برس پہلے اٹھتی تھیں، ویسے ہی ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ کوئی ترقی نہیں۔ آگ ہے اس میں کوئی ترقی نہیں، جیسے پہلے لپٹ اٹھتی تھی ویسے ہی آج بھی لپٹ اٹھ رہی ہے۔ وہ پھول بوٹے نہیں بناتی، زمین ہے اگر تنہا چھوڑ دو تو اس میں کوئی ترقی نہیں، جیسے پہلے پامال تھی ویسے ہی آج بھی پامال ہے۔ آپ جیسے اسے روندتے ہیں روندی جاتی ہے۔ لیکن پانی کو اگر آپ ملا دیں مٹی سے اور ٹکرا دیں تو گارا بنے گا اور گارا بننے کے بعد کہیں برتن بنیں گے، کہیں اینٹیں بنیں گی، کہیں سامان بنے گا۔ بس ترقی شروع ہو گئی۔

تو آگ پانی کے ٹکراؤ سے ترقی ہوتی ہے، الگ الگ رہنے میں کوئی ترقی نہیں ہے۔ آگ کو آپ ہوا سے ٹکرا دیں تو جو (فضا) کے عجائبات پیدا ہوں گے کہیں گرج ہوگی، کہیں بادل ہوں گے، کہیں بجلیاں چمکیں گی۔ اگر ہوا اور آگ دونوں الگ الگ رہیں تو نہ بجلی نظر آئے گی نہ کڑک نظر آئے نہ بارش برسے گی۔ تو بہر حال ٹکراؤ ہی میں ترقی ہے۔

ایک بہت بڑا عالم ہے وہ ہزارہا مسائل جانتا ہے لیکن پھر اس کے اندر ترقی نہیں۔ لیکن اگر اس کو کسی جاہل

① پارہ: ۱۰، سورۃ الانفال، الآیۃ: ۶۳.



www.besturdubooks.wordpress.com

سے ٹکرا دیا جائے اور وہ اعتراضات کرے، تو اعتراضات کے جواب میں نئی نئی چیزیں کھلیں گی اور نیا علم سامنے آئے گا۔ اس طرح سے ایک عالم کے علم کی ترقی شروع ہو جائے گی۔

تو جہالت بھی ایک نعمت ہے بغیر اس کے ٹکراؤ کے علم کے اندر ترقی پیدا نہیں ہوتی۔ ایک حکیم کا مقولہ ہے کہ: "اَلْقَلْبُ مَيِّتٌ وَّحَيَاتُهُ بِالْعِلْمِ وَالْعِلْمُ مَيِّتٌ وَحَيَاتُهُ بِالْمُنَاظَرَةِ" "دل مردہ ہے اس کی زندگی ہے علم اور علم مردہ ہے اس کی زندگی بحث اور نظر اور ٹکراؤ سے ہے"۔

اور علم کی ٹکر جہالت ہی سے ہوگی۔ علم تو علم سے ٹکراتا نہیں۔ تو جتنا جاہل ٹکرائے گا عالم سے اتنا ہی اس کے علم میں وسعت شروع ہو جائے گی۔

ایک بہت زبردست پہلوان ہے، ہزاروں داؤ پیچ جانتا ہے جو اس کی جھولی میں محفوظ پڑے ہوئے ہیں، اگر کشتی لڑنے پر آجائے تو داؤ پیچ میں ترقی ہوگی وہ اپنے بچانے کے لئے نئے نئے داؤ پیچ ایجاد کرے گا۔ نئی نئی صورتیں پیدا کرے گا، تو جب تک دو پہلوانوں کی ترقی نہ ہو تو فن کی ترقی نہیں ہوتی۔ ترقی درحقیقت نام ہی تصادم کا ہے۔ اگر تصادم نہ ہو تو ترقی ناممکن ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے اسی تصادم کو بھی فضل خداوندی ظاہر فرمایا ہے اور فرمایا کہ: ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ.﴾ ① "اگر اللہ ایک قوم کو دوسری قوم سے نہ ٹکرائے تو زمین فاسد ہو کر رہ جائے اور قومیں بیٹھ جائیں"۔

ان کی ترقی رک جائے، لیکن اللہ ٹکراتا ہے ٹکرانے کے بعد پھر نئے نئے عجائبات تمدن کے پیدا ہوتے ہیں۔ جب کوئی جنگ ہوتی ہے تو جنگ کے بعد نئے نئے نظریات پیدا ہوتے ہیں۔ تمدنی ترقی ہوتی ہے۔ اگر کوئی قوم قوی ہے۔ تو اس ٹکرانے سے اس کی نخوت (بھرم بازی) ٹوٹتی ہے۔

اور جو ضعیف ہے اس کی غفلت ٹوٹتی ہے۔ تو دونوں فرقوں کی بھلائی ٹکرانے کے اندر ہوتی ہے۔ ٹکریں نہ ہوں تو کوئی ترقی ممکن نہیں۔ تو پرسنل لاء کو ٹکرایا، لوگوں نے مخالفت کی، اعتراضات کئے۔ اس سے ہر فرقے کے علماء کھڑے ہوئے۔ ہر تنظیم کے سربراہ کھڑے ہوگئے، انہوں نے ان اعتراضات کے جواب دیئے۔ اس سے مسلم پرسنل لاء کا مسئلہ پھیل گیا اور اتنی شقوق کھل گئیں کہ اس سے پہلے ہم بھی نہیں جانتے تھے کہ اس کے اندر اتنی شقوق ہیں۔ آج سینکڑوں رسالے شائع ہوگئے، سینکڑوں مضامین چھپ گئے۔ سارے پہلو کھول کر رکھ دیئے۔ پتہ نہیں تھا کہ اس پرسنل لاء میں اتنا علم بھرا ہوا ہے۔ ہر ایک نے اپنے ذوق اور ظرف کے مطابق علم نکالا۔ اتنے پہلو واشگاف کئے کہ اگر مخالف اعتراض نہ کرتے تو کبھی یہ پہلو ہمارے سامنے نہ آتے بس، اتنا جانتے تھے کہ قانون اللہ کا ہے۔ بھائی عمل کر لو اس پر، مگر ٹکر سے آپس میں ترقی ہوئی، عجیب لطائف اور نکات پیدا کئے علماء نے۔ اگر یہ ٹکر نہ ہوتی تو پرسنل لاء کا مسئلہ واضح نہ ہوتا۔ حق تعالیٰ جب چاہتے ہیں کہ اسلام کے کسی مسئلہ کو کھول کر واضح کریں تو جہلاء کو ٹکرا

① پارہ: ۲، سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ۲۵۱.



www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں کہ تم اعتراضات کرو اور مخالفت کرو، جتنی مخالفت ہوگی علماء اس کے جواب میں کھڑے ہو جائیں گے اور جو گوشے چھپے ہوئے تھے وہ کھل کر سامنے آجائیں گے۔

اسی لئے کفار کو ٹکر دی گئی مسلمانوں سے، فساق کو ٹکر دی گئی متقیوں سے، منافقوں کو ٹکر دی گئی مخلصوں سے تا کہ مخلص کا اخلاص کھل جائے، منافق کا نفاق کھل جائے اور جو چیز اصل ہے وہ کھل کر برسرِ عام آجائے۔

تو واقعہ یہ ہے کہ پرسنل لاء کی مخالفت ہمارے لئے بڑی نعمت ثابت ہوئی۔ اگر یہ نہ ہوتی تو اتنا بڑا اتحاد جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ نہ ہوتا۔ اس اتحاد سے جو حفاظت ہو رہی ہے پرسنل لاء کی وہ نہ ہوتی۔ اس حفاظت سے رعب کی جو کیفیت مخالفین کے دلوں میں پیدا ہوگئی وہ نہ ہوتی۔ ہزاروں مسلمان جو پرسنل لاء کو سمجھتے ہوئے نہ مانتے تھے وہ اچھی طرح مان گئے۔ تو ایک نعمت کیا ہزاروں نعمتیں مل گئیں۔ اس اعتبار سے تو ہم شکر گزار ہیں مخالفت کرنے والوں کے کہ اگر وہ مخالفت نہ کرتے تو ہمیں یہ نعمتیں نہ ملتیں۔ اور وہ زیادہ مخالفت کر کے دیکھیں، مسئلہ اور زیادہ واضح ہوگا۔

اور ممکن ہے کل کو اس کھلے ہوئے مسئلے کی لپیٹ میں وہ بھی آجائیں اور وہ بھی کہیں بھائی! وہی بات تو تھی جس سے لڑ رہے تھے، اسے دیکھو اور جب دیکھیں گے تو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاویں گے۔ تو یہ مخالفت ذریعہ بن جائے گی ان کی موافقت کا، یہی مخالفت ذریعہ بنے گی پیروی کرنے کا۔ تو ان کے لئے بھی راستہ ہموار ہو رہا ہے۔

**مبنی بر حقیقت قانون** ...... اور ہمارے لئے تو اللہ نے علمی اور نظری راستہ پیدا کر ہی دیا، بہت سوں میں اب استعداد پیدا ہو رہی ہے غور و فکر کی اور استعداد کے بعد جب وہ غور و فکر کریں گے تو فطری قانون پر آکر رہیں گے۔ یہ مصنوعی قوانین سب ختم ہو جائیں گے۔

باپ کا بیٹا ہونا یہ کوئی فرضی بات تھوڑا ہی ہے کہ جسے چاہیں آپ کہہ دیں کہ یہ بیٹا ہے بس وہ بیٹا بن گیا۔ جسے چاہیں آپ کہہ دیں کہ یہ باپ ہے وہ باپ بن گیا۔ باپ بیٹا ہوتا ہے جزئیت کے تعلق سے کہ وہ باپ کا جزو ہے، اس کے نطفے سے ہے اس لئے وہ اس کا بیٹا ہے۔ محض منہ کے بولنے سے جز نہیں بن جائے گا۔ کسی شخص کا محض نام لینے سے بیٹا بنا دینا درحقیقت فرضی اور مصنوعی بات ہوگی۔ حالاں کہ اس کا تعلق خلقت سے ہے۔ خدا ہی باپ بناتا ہے خدا ہی بیٹا بناتا ہے، وہی ایک کے اندر سے دوسرے کو نکالتا ہے، اس کے اجزاء منتقل ہوتے ہیں دوسرے کے اندر جس سے وہ بیٹا بن جاتا ہے۔ بیٹی بن جاتی ہیں۔ ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ.﴾ ① ''وہ مردہ سے زندہ کو نکال دیتا ہے، ایک قطرہ پانی سے جو مردۂ محض ہے''۔

زندہ انسان پیدا کرتا ہے اور اس زندہ انسان میں سے پھر وہ قطرہ آگے کو چلتا ہے تو زندہ میں سے مردہ کو نکال دینا اور مردہ میں سے زندہ کو پیدا کرنا، یہ تو اللہ کا کام ہے کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ تو ایک انسان کا جزء بن جائے گا دوسرا انسان۔ وہ جزء زبان کی حرکت سے تھوڑا ہی بنے گا۔ وہ تو خلقتاً بنا ہوا ہے۔

---

① پارہ: ۲۱، سورۃ الروم، الآیۃ: ۱۹۔


www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com



جو بیٹا ہے وہ بیٹا ہے، جو باپ ہے وہ باپ ہے، تو ظاہر بات ہے کہ جب اس حقیقت پر وہ غور کریں گے وہ خود نادم ہوں گے اگر عقل رکھتے ہوں گے کہ بھائی! محض منہ سے بیٹا کہہ دینے سے بیٹا کیسے بن گیا اور بیٹا بھی حقیقی کہ وراثت میں بھی شریک اور حقوق میں بھی۔ یہ سب فرضی کارخانہ ہے کہ ہم نے بیٹھ کر خیال کر لیا بس ہو گیا تو باپ بیٹا ہونا خیالات سے تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ یہ تو خلقت ہے تخلیق خداوندی ہے، جتنی چیزیں قانون کی بنائی جاتی ہیں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ مصنوعی ہوتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا قانون جو آتا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اگرچہ دوسری قومیں اپنے اقتدار کی وجہ سے، اپنے تحفظات کی وجہ سے قانون ایسے بناتی ہیں کہ وہ محفوظ ہو جائیں۔ دوسرا چاہے پامال ہو جائے لیکن اللہ کے تو سب بندے ہیں، وہ تو سب کا خیر خواہ ہے۔ اس لئے وہ قانون بھیجتا ہے سارے انسانوں کی ہدایت کے لئے، اس لئے سب ہی بنی آدم کو اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

**پرسنل لاء کی خدمت......** بہرحال اب اس لحاظ سے میں عرض کروں گا کہ اہل بنگلور نے جو مدارات کی ہے آنے والوں کی اور جو مہمانداری کی اور اخلاقی بلندیوں کا ثبوت دیا وہ فی الحقیقت ہمارے گوشت پوست کی خدمت نہیں۔ بلکہ وہ خدمت کی ہے پرسنل لاء کی۔ وہ خدمت کی ہے اتحاد طبقات کی، وہ خدمت کی ہے تمام فرقوں کے متحد ہونے کی، تو یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ ہم الفاظ میں شکریہ ادا نہیں کر سکتے لیکن پھر بھی انسان کے اوپر فرض ہے کہ شکریہ ہی ادا کرے اللہ کا بھی اور بندوں کا بھی۔ " مَنْ لَّا یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ. " ① "جو بندوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں"۔

اس لئے کہ اس نے جو کام کیا ہے وہ کیا ہے اللہ ہی کی توفیق دینے سے تو اولاً اللہ کا شکر ہوتا ہے پھر وسائل کا شکر ہوتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ ہم آپ کا شکر ادا کرتے یہ آپ کی عالی حوصلگی ہے کہ آپ ہمارا شکر ادا کر رہے ہیں۔ ؎

دے بھی رہے ہیں شرما بھی رہے ہیں

فی الحقیقت یہ شکریہ آپ کے لئے ہے اس وقت تک جب تک آپ کی نسلیں باقی ہیں، آپ کے لئے دعاء ہے، اس وقت تک جب تک دنیا میں آپ کا نام ونشان باقی ہے۔ تو اللہ آپ کو بھی دوامی کرے اور خدا کرے کہ ہمارا شکر بھی دوامی ہو۔

**دوام شکر......** انسان تو ہے ہی دوامی، انسان ازلی نہیں بلکہ ابدی ہے۔ ازلی تو اس لئے نہیں کہ اللہ نے پیدا کیا تو ہو گیا۔ اس سے پہلے انسان کا نام ونشان نہیں تھا۔ قرآنِ کریم نے فرمایا: ﴿ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا﴾ ② "انسان پر ایک بڑا زمانہ گزر چکا ہے کہ لاشی محض تھا اور اس کا چرچا بھی نہ تھا زبانوں پر"۔ کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ زید کون ہے اور بکر کون ہے ﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ.﴾ ③ "ہم

① السنن للترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک، ج:۷، ص:۲۰۹.

② پارہ:۲۹، سورۃ الدھر، الآیة:۱. ③ پارہ:۲۹، سورۃ الدھر، الآیة:۲.



www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

نے پیدا کیا انسان کو ایک بوند کے لچھے سے، پلٹتے رہے اس کو"۔

تو ہمیں پیدا ہونے کے بعد ہی معلوم ہوا کہ ہم معدوم تھے۔ اس سے پہلے ہمیں اپنے عدم کا بھی علم نہ تھا۔ زمانہ دراز گزر چکا ہے کہ انسان نہیں تھا۔ اللہ نے پیدا کیا، لیکن جب پیدا کر دیا تو اب وہ مٹنے والا نہیں اب وہ ابدی ہے۔

موت کے معنی فنا کے نہیں ہیں کہ آدمی موت آنے کے بعد فنا ہو گیا، یا ختم ہو گیا ایسا نہیں ہے بلکہ موت کے معنی منتقل ہو جانے کے ہیں۔ اس دار سے دوسرے دار میں، اس جہان سے دوسرے جہان منتقل ہونا۔ تو انتقال ایک دار سے دوسرے دار کی طرف، ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف یہ تو ہوتا رہے گا، مگر مٹ جائے انسان، یہ نہیں ہو سکتا، نو مہینے آپ ماں کے پیٹ میں رہے ایک عالم میں تھے۔ اس سارے عالم کی عمر نو مہینے کی تھی وہاں سے انتقال ہوا تو دنیا میں آ گئے۔ اب دنیا میں آپ کی عمر ساٹھ، ستر اسی سو برس کی ہے یہاں رہے، یہاں سے انتقال ہوا تو عالم برزخ میں پہنچ گئے، جسے آپ قبر کہتے ہیں۔ وہ اللہ ہی جانتا ہے کہ آپ اس میں کتنی مدت رہیں گے۔ قیامت تک تو رہنا ہی ہے۔ پھر قیامت آ گئی تو آپ عالم برزخ سے عالم حشر کے اندر منتقل ہوں گے اور عالم حشر میں ایک دن قیام کرنا ہے اور وہ ایک دن ہو گا پچاس ہزار برس کا، لہٰذا پچاس ہزار برس اس عالم کی عمر ہے۔ اس عالم میں آپ پچاس ہزار برس گزرنے کے بعد منتقل ہوں جنتوں کی طرف۔

تو انسان مٹنے والا نہیں ہے۔ باپ کی پیٹھ سے ماں کے پیٹ سے چلا تو چلتا رہے گا ابدالآباد (ہمیشہ) تک۔ اس لئے آپ بھی باقی، ہم بھی باقی، آپ کے اخلاق بھی باقی، ہمارا شکریہ بھی باقی۔ دونوں چیزیں دوامی ہیں جو چلتی رہیں گی اور جنت تک ساتھ جائیں گی۔

**وحدتِ خیال و وحدتِ قلوب**...... بہر حال آپ نے فی الحقیقت یہ خدمت مہمانوں کی نہیں بلکہ ایک مسئلہ عظیم کی خدمت کی ہے۔ آپ نے مسلم پرسنل لاء کی خدمت کی ہے، اس کو عام کیا، اس کو پھیلایا اور آپ نے چاہا کہ ساری پبلک اس سے واقف ہو جائے۔ اس کے لئے یہ عظیم الشان جلسہ منعقد کیا۔ یہ جلسہ درحقیقت وعظ و تقریر کا نہیں ہے۔ وعظ و تقریر میں ہوتی ہے تربیت۔ یہ جلسہ ہے اعلان کا کہ آپ کو ان خطرات سے آگاہ کیا جائے جو قانون کے اوپر آنے والے ہیں۔ ان کی بچاؤ کی صورتیں آپ کے سامنے رکھی جائیں۔ ان صورتوں پر آپ متفق اور متحد ہو کر چلیں۔ یہ جلسہ اس اعلان کے لئے ہے، وعظ و تقریر کے لئے تو ہزاروں جلسے ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں عبادات، معاملات وغیرہ سب چیزوں کی نصیحت بھی ہوتی ہے۔ لیکن یہ محض وعظ و نصیحت کا اجلاس نہیں یہ تو جلسہ اذنِ عام اور اعلانِ عام کا ہے تاکہ خطرات سے آگاہ کر دیا جائے۔ تو بہت سے خطرات سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ فلاں مسئلے کو اگر بدلا گیا تو یہ خطرات ہوں گے، پرسنل لاء کے مسئلے میں مداخلت کی گئی تو یہ خطرات رونما ہوں گے۔

ان خطرات پر تجویزیں آ رہی ہیں جو آپ کے سامنے پیش کی گئیں تو یہ جلسہ اذنِ عام اور اعلانِ عام کا ہے تاکہ آپ کا اتحاد باقی رہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ اتحاد زبان سے نہیں ہوتا۔ آپ نے کہا کہ میں آپ کا دوست


www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں، میں نے کہہ دیا کہ میں بھی آپ کا دوست ہوں۔ یہ دوستی قائم نہیں رہ سکتی کیوں کہ یہ تو لفظوں کی دوستی ہے، دوستی واقعی جب ہے کہ واقعی دل میں دوستی آ جائے، جگر کے اندر پیوست ہو جائے وہ دوستی باقی رہ سکتی ہے، اور وہ دوستی کب ہوگی؟ جب وحدت خیال پیدا ہو۔ اگر خیالات بدلے ہوئے ہیں، آپ کا رخ ایک طرف میرا رخ ایک طرف، کبھی اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا اور جب خیالات میں آ گئی وحدت تو خود بخود اتحاد پیدا ہوگا۔ تو پرسنل لاء اور قانون الٰہی اور قرآن کے ایک ایک جز کی حفاظت ایسی چیز ہے کہ اس کے اوپر سارے متفق ہیں۔ اس کے معنی میں چاہے اختلاف کریں، رائے الگ ہیں۔ لیکن نفس قانون قرآن وحدیث اس پر سارے متحد ہیں۔

تو اس وقت آنچ آپ کے میرے خیالات پر نہیں آ رہی ہے اس وقت تو آنچ آ رہی ہے کتاب وسنّت پر ان کے مسائل پر لوگ تغیر وتبدل چاہتے ہیں۔ تو کون سا فرقہ رہ جائے گا جو اسے گوارہ کر لے قرآن وحدیث میں کوئی شخص تغیر کرے، اس واسطے سارے کے سارے متحد ہو گئے لہٰذا وحدتِ خیال بھی ہے اور وحدت قلوب بھی۔

**اشتراک مقصد اور اخلاص باہمی**...... اور باہمی اخلاص بھی ہے ایک دوسرے سے، بغیر اخلاص کے اس طرح جمع نہیں ہو سکتے اور اخلاص اس لئے ہے کہ مقصد ہے مشترک، الگ الگ مقصد نہیں ہے۔ بلکہ ایک ہی مقصد ہے کہ یہ قرآن وسنت نا قابل تغیر ہے اس میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہو سکتا ہے۔ تغیر وتبدل تو کیا کرتے اس کا حق تو خود صاحب شریعت کو بھی نہیں دیا گیا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ارشاد فرمایا گیا کہ آپ بھی اعلان کر دیں: ﴿قُلْ مَايَكُوْنُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِيْ.﴾ ① ''میرے لئے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ میں اس کے کسی شوشے کو بدل دوں''۔

میں تو ناقل اور امین اور داعی بن کر آیا ہوں، اللہ کی طرف سے، جو حق تعالیٰ فرمائیں گے بلا کم وکاست تمہارے آگے رکھ دوں گا۔ اس کے اندر میری طرف سے کوئی تغیر وتبدل ممکن نہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جس تغیر و تبدل کے مجاز نہیں، میں اور آپ اس کے مجاز کیسے ہو جاویں گے؟ اور جب میں اور آپ نہیں تو دوسری قومیں کیسے ہو جاویں گی؟ یہ تغیر وتبدل کرنے کھڑی ہوں گے، تو لامحالہ مقابلہ بھی ہوگا اور مقابلہ ہوگا تو ہماری مدد بھی ہوگی۔

**بندہ کی ذمہ داری اور نصرت خداوندی**...... مدد حاصل کرنے اور لڑنے کا ایک خاص اصول ہے۔ اگر آپ ضعیف اور کمزور ہیں، مد مقابل ہے، بہت قوی اور آپ مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اس سے۔ تو اصول یہ ہے کہ کسی قوی کو اس کے مقابلہ پر ڈال دیجئے۔ وہ لڑتے رہیں گے آپ بیٹھ کر تماشہ دیکھتے رہیں گے تو آج قانون پر آنچ آ رہی ہے، آپ لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے تو اقوام کو اللہ سے بھڑا دو اور کہہ دو کہ یہ قرآن وحدیث میں تغیر کرنا چاہتے ہیں، قرآن والا خود ان کو سمجھ لے گا۔ لڑائی ان کی شروع ہوگی۔ ہم آرام سے بیٹھ کر دیکھیں گے، خدا کو کون مغلوب کر سکتا ہے؟ اس کے قانون کو کون نیچا دکھا سکتا ہے؟ اس کی صورت یہی ہے کہ ہم آڑ لیں قرآن وحدیث کی۔ اپنی

---

① پارہ: ۱۱، سورۃ یونس، الآیۃ: ۱۵.


www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

طرف سے کوئی بات نہ کہیں۔ نہ ہماری عقل کوئی چیز ہے، نہ ہمارا خیال کوئی چیز ہے۔ ہم تو قانون کے حق میں امانت دار ہیں اس قانون کو پہنچائیں گے۔ قانون قانون والے کا ہے۔ اگر کوئی لڑے گا تو وہ قانون سے اور قانون ساز سے لڑے گا۔ ہم تو قانون ساز نہیں ہیں۔ ہم تو بیٹھ کر تماشہ دیکھیں گے۔

جیسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا گیا۔ مقابلہ ہوا مشرکین مکہ سے ظاہر بات ہے کہ مسلمان تعداد میں بھی تھوڑے، سامان بھی ان کے پاس نہیں اور مقابلہ اس قوم سے کہ سارے وسائل زندگی اس کے ہاتھ میں ہیں، اقتدار حجاز کا اس کے ہاتھ میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.﴾ ① ''اے پیغمبر! مجھے چھوڑ دو اور میرے مقابلہ پر انہیں چھوڑ دو''۔

ہم نمٹ لیں گے تم بیٹھ کر دیکھو تو ہمارا بھی کام یہ ہے۔ بھائی تم ہماری جائیداد ہماری ذات پر حملہ نہیں کر رہے ہو۔ یہ تو براہ راست قانون پر حملہ ہے اور قانون الٰہی ہمارا بنایا ہوا نہیں ہے۔ خدا کا بنایا ہوا ہے تو تم لڑ لو۔ اگر تمہارے اندر طاقت ہے اللہ میاں سے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم پیش کر دیں کہ یہ خدا کا قانون ہے اس میں تغیر و تبدل ممکن نہیں ہے پھر بھی کرو گے تو مجرم ٹھہرو گے خدا کے، ہمارا کوئی جرم نہیں کہ ہم خواہ مخواہ تم سے لڑیں، تم نمٹ لو۔

بہر حال اصول بھی یہی ہے کہ جب آپ کے اندر طاقت نہیں تو کم از کم اتنی طاقت ہے کہ اپنے دین کو مضبوطی سے سنبھال لیں اور دوسروں میں اعلان کر دیں اور یہ بھی کہہ دیں کہ یہ ناممکن التغیر ہے، بس اتنا آپ کرتے رہیں۔ اب آگے جھگڑنے کے بعد کون مغلوب ہو کون نہیں۔ اس کو قانون والا اپنے آپ جان لے گا۔

**شاہ حبش کی شکست**...... آپ کے سامنے تو واقعہ ہے کہ مکہ مکرمہ پر جب دھاوا بولا ہے ابرہہ نے یہ یمن کا بادشاہ تھا اور اس نیت سے آیا تھا کہ بیت اللہ شریف کو منہدم کرے۔ (معاذ اللہ) تاکہ لوگوں کا رجوع اس کی طرف سے ختم ہو کر اس مکان کی طرف ہو جائے جو اس نے یمن میں بنایا تھا، تو وہ بڑے بڑے ہاتھیوں کا لشکر لے کر آیا اور مکہ کے اردگرد اس نے گھیرا ڈال لیا۔ ارادہ یہ تھا کہ معاذ اللہ بیت اللہ مسمار کر دے اور ڈھا دے۔ تو اس نے عبدالمطلب کو اطلاع دی کہ اگر تمہیں کچھ کہنا ہو تو آ کر کہو۔ مکہ کے باشندوں کے تم سردار ہو۔ عبدالمطلب آئے، ان کی بڑی تعظیم کی، بڑی توقیر سے پیش آیا اور کہا کہ اگر کوئی بات ہو تو آپ کہیں۔ انہوں نے کہا میرے چند اونٹ ہیں، میری چند املاک ہیں، ان کی آپ حفاظت کریں۔ ان پر آپ ہاتھ نہ ڈالیں اور میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

اسے حیرانی ہوئی کہ یہ اپنے چند اونٹوں کو لے کر بیٹھ گئے اور بیت اللہ جیسی چیز کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں کہا کہ صاحب! اسے مسمار مت کرو، اس پر حملہ مت کرو، تو اس نے عبدالمطلب سے کہا کہ آپ اپنے چند اونٹوں کے بارے میں آئے ہیں اور اپنی ایک شخصی ملک کو سامنے رکھا ہے۔ حالاں کہ میرا مقصد یہ ہے کہ اس مرکز کو ڈھا دوں جس سے آپ کی بنیاد قائم ہے۔ اس کے بارے میں آپ نے کچھ بھی نہیں کہا۔

---

① پارہ: ۲۹، سورۃ القلم، الآیۃ: ۴۴.


www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

تو عبدالمطلب نے کہا کہ بیت اللہ میری ملک تھوڑا ہی ہے۔ یہ تو خدا کا گھر ہے۔ خدا آپ سے خودنمٹ لے گا، میں تو اپنی ملک کے بارے میں کہنے آیا ہوں، خدا کی ملک کے بارے میں کہنے نہیں آیا۔ وہ جانے آپ جانیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس کے ہاتھیوں کے پرخچے چند چڑیوں کے ذریعے اڑا دیئے۔ بیت اللہ اسی طرح قائم رہا اس کے ہاتھیوں کے اور اس کے لشکر کے پرخچے اڑ گئے، ان میں سے ایک شخص بھی باقی نہ رہا۔

**پرسنل لاء میں مداخلت کی وجوہ**...... ہم اور آپ اس چیز کے ذمہ دار ہیں کہ پہلے تو اس قانون پر ہم اور آپ عمل کریں اور اپنے اندر اس کو رچالیں، اس کے بعد اس کا اعلان کریں کہ یہ خدائی قانون ہے۔ اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ پھر بھی کوئی زیادتی کرے تو اس کو خدا کے مقابلے پر ڈال دیں کہ ہم تو اسی پر عمل کریں گے اور اسی کا اعلان کریں گے، جو تمہارا جی چاہے کرلو، تو حقیقت یہ ہے کہ کوتاہی ہماری ہے۔ عامل ہم نہیں۔ پرسنل لاء کے نام سے ہم واقف نہیں۔ شخصی اور عائلی قوانین کیا ہیں ان پر عمل درآمد نہیں، اگر عمل درآمد ہو تو دوسرے خود مغلوب ہو جاویں گے۔ لیکن خود آپ عمل نہ کریں تو دوسروں کو جرأت ہوتی ہے کہ دخل اندازی کریں۔ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان کو پتہ نہیں کہ پرسنل لاء کیا ہے۔ لہٰذا جس طرح سے چاہو اس کے روپ کو بدل دو۔

ہماری بدعملی نے یہ راستہ دکھایا ہے، اگر آج سب مل کر اس پر جمع ہو جائیں کہ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک جو اسلامی معاشرہ ہے، ہم اسے قائم کر کے رہیں گے۔ پھر کروڑہا کروڑ انسان جن کو سات کروڑ کہا جاتا ہے۔ لیکن اندازہ یہ ہے کہ دس بارہ کروڑ سے کم نہیں۔ یہ سارے مل کر اگر عمل درآمد کریں تو عمل کے اندر خود وہ طاقت ہے کہ دوسروں کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔ زبان سے بھی کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ ہمارا اور آپ کا کام یہ ہے کہ ایک تو عمل درآمد ہو اس کے اوپر اور ایک اس کا اعلان ہو اور اس کی پوری اطلاع دے دی جائے کہ اس قانون میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ہم اس کو ایک منٹ کے لئے گوارہ کر سکتے ہیں۔ ہماری جانیں جاسکتی ہیں مگر اس قانون پر آنچ نہیں آسکتی۔

**فریضۂ مسلم اور ادائیگی شکر**...... یہ اعلان کر دینا آپ کا فرض ہے، اس پر جم جانا آپ کا فرض ہے، اس لئے یہ جلسے منعقد کئے جارہے ہیں۔ پرسنل لاء کے مسائل کے بارے میں مجھے کوئی تحقیق عرض کرنی نہیں تھی۔ بلکہ مقصد آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا اور ایک یہ کہ پرسنل لاء کے اوپر آپ کو جم جانا چاہئے۔ علماً بھی عملاً بھی اور اعلاناً بھی اور اذن عام بھی آپ کریں، مطلع کردیں کہ یہ قانون خداوندی ہے اور ہم اس کے امین ہیں۔ ہم ایک منٹ کے لئے بھی اس میں تغیر و تبدل گوارہ نہیں کر سکتے۔ یہ چند باتیں مجھے عرض کرنی تھیں۔ کوئی تقریر یا وعظ نہیں کرنا تھا۔

ایک خادم بورڈ کی حیثیت سے یہ بھی میرا فرض تھا کہ آپ حضرات کی قدر افزائی کا شکریہ ادا کروں۔ اپنی طرف سے بھی اور ان سب بزرگوں کی طرف سے بھی۔ اصل میں تو یہی سارے بزرگ ہیں، انہوں نے مجھے لا کر آگے بٹھلا دیا ہے کہ تو یہ کام کر۔ صدر تو اصل میں وہی ہیں جو صدر بنا سکتے ہیں کیوں کہ وہ کرسی پر جسے چاہیں بٹھا



www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

دیں۔ میں تو ایک علامتی نشان ہوں کام کرنے والے تو یہی سارے بزرگ ہیں جو کام کررہے ہیں اور انہوں نے ہی کیا ہے۔ اس لئے اداشکر کے اندر میں ان کی طرف سے نیابت کررہا ہوں۔ حق تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر دے۔ آپ کے احوال میں برکت عطا فرمائے!۔ (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَآ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ.

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ.

وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.


www.besturdubooks.wordpress.com